مسلمانوں کے چوتھے خلیفہ، شیرِ خدا، مشکل کشا حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم

کی عظمت وشان ظاہر کرنے والی 40 احادیث کا مجموعہ بنام



پیشکش شعبہ: دعوتِ اسلامی کے شب و روز

news.dawateislami.net

کتاب پڑھنے کی دعا

دینی کتاب یا اسلامی سبق پڑھنے سے پہلے ذیل میں دی ہوئی دعا پڑھ لیجئے ان شاءاللہ جو کچھ پڑھیں گے یاد رہے گا۔ دعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ عَلَيْنَا حِكْمَتَكَ وَانْشُرْ عَلَيْنَا رَحْمَتَكَ يَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ

(مستطرف، ج1، ص40دارالفکر بیروت)

(اول آخر ایک بار درود شریف پڑھ لیجئے)

نام رسالہ : **اَربَعینِ حیدری**

مؤلف : مولانا اَبُوالحَسَّان کاشف شہزاد عطاری مدنی اسکالر المدینۃ العلمیہ (اسلامک ریسرچ سینٹر دعوتِ اسلامی)

تعاون : دعوتِ اسلامی کے شب وروز (News Website Of Dawateislami)

صفحات : 37

اشاعتِ اول: (آن لائن): رمضان المبارک ۱۴۴۳ھ، اپریل 2022ء

shaboroz@dawateislami.net

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط

روزِ قیامت قُربِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پانے کا نُسخہ

اللہ پاک کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَوْلَى النَّاسِ بِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً یعنی قیامت کے دن لوگوں میں سے میرے زیادہ قریب وہ ہوگا جس نے مجھ پر زیادہ دُرود پڑھا ہوگا۔ (ترمذی، 2/27، حدیث: 484)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّد

مسلمانوں تک 40 حدیثیں پہنچانے کی فضیلت

فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے: مَنْ حَفِظَ عَلٰى اُمَّتِيْ اَرْبَعِيْنَ حَدِيْثًا يَنْفَعُهُمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِهَا قِيْلَ لَهٗ اُدْخُلْ مِنْ اَيِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ شِئْتَ یعنی جس شخص نے میری امت تک 40 ایسی حدیثیں پہنچائیں جن سے اللہ پاک نے میری امت کو فائدہ پہنچایا تو (قیامت کے دن) اس شخص سے کہا جائے گا: جنت کے جس دروازے سے چاہو داخل ہو جاؤ۔ (حلیۃ الاولیاء، 4/210، حدیث: 5280)

مسلمانوں تک 40 حدیثیں پہنچانے کے فضائل کئی روایات میں بیان

کئے گئے ہیں جن کے پیشِ نظر کم و بیش ہر دور میں عاشقانِ رسول نے مختلف عنوانات پر ”اَربَعِین“ یعنی 40 حدیثوں کے مجموعے تیار کئے۔

مسلمانوں کے چوتھے خلیفہ، شیرِ خدا، مُشکل کُشا حضرت سیدنا علی المُرتَضیٰ کرم اللہ وجھہ الکریم کے یومِ وِصال 21 رمضان المبارک کی مُناسَبت سے آپ کے فضائل و مَناقب پر مشتمل 40 حدیثوں کا مدنی گلدستہ بنام ”اَربَعِینِ حیدری“ پیشِ خدمت ہے۔ اکثر حدیثوں کے ساتھ مُستَنَد کتابوں کے حوالے سے ان کی شرح بھی پیش کی گئی ہے نیز فرامینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عربی عبارات پر اعراب لگانے کا اہتمام کیا گیا ہے تاکہ عام قاری بھی انہیں پڑھ سکے۔

حکمِ حدیث بیان کرنے کا اہتمام

اے عاشقانِ شیرِ خدا! ”اَربَعِینِ حیدری“ میں شانِ شیرِ خدا سے متعلق درج 40 حدیثوں میں سے ہر حدیث شریف کے ساتھ سَنَد کے اعتبار سے اس حدیث کا حکم یعنی صحیح، حَسَن، حَسَن لِغَیْرِہٖ یا ضعیف ہونا بھی لکھ دیا گیا ہے۔ ہمارے علم کے مطابق ان 40 میں سے 10 حدیثیں صحیح، 11 حدیثیں حَسَن، 4 حدیثیں حَسَن لِغَیْرِہٖ جبکہ 15 حدیثیں ضعیف ہیں نیز کوئی بھی موضُوع (من گھڑت، Fabricated) حدیث اس رسالے میں

شامل نہیں ہے۔

فضائل میں ضعیف حدیث مقبول ہے

یاد رہے! کسی عمل یا شخصیت کی فضیلت و عظمت کے معاملے میں ضعیف حدیث مقبول ہوتی ہے۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد الباقی زُرقانی مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عَادَةُ الْمُحَدِّثِيْنَ التَّسَاهُلُ فِيْ غَيْرِ الْاَحْكَامِ وَالْعَقَائِدِ مَا لَمْ يَكُنْ مَوْضُوْعًا یعنی مُحَدِّثِین کی عادت یہ ہے کہ وہ احکام اور عقائد کے علاوہ دیگر باتوں (مثلاً فضائل) میں نرمی سے کام لیتے ہیں (یعنی ضعیف حدیث بھی قبول کرتے ہیں) جب تک کہ حدیث موضوع نہ ہو۔ (شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ، 1/276)

امامِ اہلِ سنت، امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: فضائل و مناقب میں باتفاقِ علماء حدیثِ ضعیف مقبول و کافی ہے، مثلاً کسی حدیث میں ایک عمل کی ترغیب آئی کہ جو ایسا کرے گا اتنا ثواب پائے گا یا کسی نبی یا صحابی کی خُوبی بیان ہوئی کہ اُنہیں اللہ عزوجل نے یہ مرتبہ بخشا، یہ فضل عطا کیا، تو ان کے مان لینے کو ضعیف حدیث بھی بہت ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، 5/478)

عاشقانِ رسول سے مدنی التجا ہے کہ اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ ''اَربَعِینِ حیدری'' کا مطالعہ فرمایئے اور دوسرے مسلمانوں تک بھی پہنچایئے۔

فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے: مَنْ لَّمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللہَ یعنی جس نے لوگوں کا شکر ادا نہیں کیا تو اس نے اللہ پاک کا شکر بھی نہیں ادا کیا۔ (ترمذی، 3/384، حدیث:1962)

"اَربَعِینِ حیدری" کی تیاری میں جن اَحباب نے کسی بھی طرح تعاون کیا راقم الحروف ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہے، خاص طور پر مولانا زبیر احمد جمالوی عطاری مدنی کا بہت بہت شکریہ جنہوں نے احادیث کی اِسنادی حیثیت کے تَعَیُّن میں غیر معمولی شفقت و تعاون فرمایا۔ اللہ کریم مولانا موصوف کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے اور انہیں دنیا و آخرت کی بے شمار بھلائیاں نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تمام قارئین سے عموما اور اہلِ علم سے خصوصاً گزارش ہے کہ اگر آپ اس رسالے میں کسی بھی حوالے سے کوئی خامی یا کمزوری پائیں تو شعبہ دعوتِ اسلامی کے شب و روز کو آفیشل میل آئی ڈی (shaboroz@dawateislami.net) پر ضرور آگاہ فرمائیں، ان شاء اللہ اس غلطی کو دور کرنے کی بھرپور کوشش کی جائے گی۔

عظمت و شانِ شیرِ خدا رضی اللہ عنہ پر مشتمل 40 فرامینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

(1) اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْكَ یعنی (اے علی!) تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ (بخاری، 2/212، حدیث:2699)۔ حکمِ حدیث: صحیح

حضرت سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ یہ فرمانِ عالیشان سن کر میں خوشی سے اُچھل پڑا۔ (مسند احمد، 2/213، حدیث:857)

اس موقع پر جبریلِ امین علیہ السلام عرض گزار ہوئے: وَاَنَا مِنْكُمَا یَارَسُوْلَ اللہ یعنی یارسول اللہ! میں آپ دونوں سے ہوں۔

(معجم کبیر، 1/318، حدیث:941)

شرح

یعنی تم علم، قرابت داری اور نَسَب کے اعتبار سے مجھ سے مُتَّصِل (یعنی ملے ہوئے) ہو، اور میں بھی نَسَب اور علم کے اعتبار سے تم سے مُتَّصِل ہوں۔

(عمدۃ القاری، 11/441)

(2) لَایُحِبُّ عَلِیًّا مُنَافِقٌ وَلَایُبْغِضُهٗ مُؤْمِنٌ یعنی منافق علی سے محبت نہیں کرتا اور مسلمان ان سے نفرت نہیں رکھتا۔ (ترمذی، 5/400، حدیث:3738)

حکمِ حدیث: ضعیف

(3) حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: وَالَّذِی فَلَقَ

الْحَبَّةَ وَبَرَأَالنَّسَمَةَ اِنَّهٗ لَعَهْدُ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَیَّ اَنْ لَّا یُحِبَّنِیْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا یُبْغِضَنِیْ اِلَّا مُنَافِقٌ یعنی اس ذات (اللہ پاک) کی قسم جس نے دانے کو چیرا اور جانداروں کو پیدا کیا! بے شک اُمّی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مجھ سے یہ عہد (پکا وعدہ) ہے کہ صرف مومن ہی مجھ سے محبت کرے گا اور صرف منافق ہی مجھ سے نفرت رکھے گا۔(مسلم، ص57، حدیث:240)۔ حکمِ حدیث: صحیح

شرح

شارحِ مسلم ابوزکریا امام یحییٰ بن شَرَف نَوَوِی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: یعنی جو شخص حضرت سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرابت و رشتے داری اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان سے محبت، اسلام لانے میں آپ کی سَبقت اور اسلام کی مدد کرنے میں کوشش کو جانتا ہو اور اس وجہ سے آپ سے محبت کرے تو یہ اس کے ایمان کی صِحّت اور اسلام لانے میں سچا ہونے کی دلیل (Proof) ہے۔ اس کے برعکس جو شخص (معاذ اللہ) ان سے دشمنی و نفرت رکھتا ہو تو یہ اس کے منافق ہونے کی دلیل ہے۔(شرح مسلم للنووی، 1/64، جزء:2)

منافقین کی پہچان کا طریقہ

حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: اِنَّا کُنَّا لَنَعْرِفُ

اَلْمُنَافِقِیْنَ نَحْنُ مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ بِبُغْضِہِمْ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ یعنی بے شک ہم گروہِ انصار منافقین کی پہچان ان کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دشمنی و نفرت کے ذریعے کیا کرتے تھے۔(ترمذی،5/400، حدیث:3737)

ایمان کی نشانی

شیخِ محقق شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: منافقین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خوبصورتی، کمالات اور دین میں مضبوطی کی وجہ سے آپ سے بُغض وعَداوت رکھتے تھے۔ اس حدیث سے معلوم چلا کہ آپ رضی اللہ عنہ کی محبت ایمان کی نشانی ہے۔ اے اللہ! ہمیں(ان کی محبت پر)ثابت قدمی عطا فرما۔(لمعات التنقیح،9/663، تحت الحدیث:6100)

سبحان اللہ! حضرت علی(رضی اللہ عنہ) ایمان کی کسوٹی ہیں۔ جو اپنے ایمان کی تحقیق کرنا چاہے کہ میں مؤمن ہوں یا منافق وہ اپنے دل کی گہرائیوں میں غور کرے کہ مجھے ان سرکار سے کتنی محبت ہے۔(مرأۃ المناجیح،8/423)

(4)مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ یعنی جس کا میں مددگار وکارساز ہوں تو علی بھی اس کے مددگار وکارساز ہیں۔(ترمذی،5/398، حدیث:3733)۔ حکمِ حدیث: صحیح

شرح:

اس حدیث شریف کے تحت امام محمد عبدالرؤف مُناوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:یَدۡفَعُ عَنۡہُ مَایَکۡرَہُ یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ اس سے مکروہات و بَلِیَّات (ناپسندیدہ چیزوں اور مشکلوں) کو دور فرماتے ہیں۔(التیسیر،2/442)

شِہابُ المِلّۃِ وَالدِّین حضرت علّامہ احمد بن محمد خَفاجی مصری رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: مراد یہ ہے کہ جو کوئی مجھ سے محبت کرتا ہے تو وہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی محبت کرتا ہے۔(نسیم الریاض،4/501)

”جس کسی کا میں ہوں مولیٰ، اُس کے مولیٰ ہیں علی“
ہے یہ قولِ مصطفٰے مولیٰ علی مشکلکُشا

(وسائلِ بخشش،ص521)

(5) اَلَا تَرۡضٰی اَنۡ تَکُوۡنَ مِنِّیۡ بِمَنۡزِلَۃِ ھَارُوۡنَ مِنۡ مُّوۡسٰی اِلَّا اَنَّہٗ لَیۡسَ نَبِیٌّ بَعۡدِیۡ یعنی (اے علی!) کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم میرے لئے ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے لئے حضرت ہارون (علیہ السلام) تھے، لیکن میرے بعد کوئی شخص نبی نہیں ہو گا۔(بخاری،3/144،حدیث:4416)۔ حکمِ حدیث: صحیح

یہ سن کر حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے: رَضِیۡتُ

رَضِیتُ یعنی میں راضی ہوں، میں راضی ہوں۔

(ارشاد الساری،8/232، تحت الحدیث:3706)

شرح:

امام عبد اللہ بن عمر المعروف قاضی بیضاوی شافعی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کے تحت لکھتے ہیں:

یعنی بھائی ہونے اور مرتبے میں قریب ہونے نیز دین و دنیا کے معاملات میں مدد کرنے کے اعتبار سے حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ہارون علیہ السلام کی طرح ہیں ،البتہ حضرت ہارون علیہ السلام نبوت کے معاملے میں بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ شریک تھے لیکن حضرت علی کا معاملہ ایسا نہیں کیونکہ احمدِ مُجتبیٰ، محمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ پاک کے آخری نبی ہیں، آپ کی حیاتِ ظاہری میں یا وصالِ ظاہری کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آسکتا۔(تحفۃ الابرار شرح مصابیح السنۃ،3/551)

شارحِ بخاری امام بدرُ الدین محمود عینی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

سرکارِ دوعالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات اس وقت ارشاد فرمائی جب آپ غزوۂ تَبُوك کے لئے روانہ ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ساتھ نہیں لیا تو انہوں نے عرض کیا: کیا آپ مجھے بچوں کے ساتھ چھوڑ رہے ہیں؟ اس موقع

پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ مثال بیان فرمائی کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ پاک سے کلام کرنے کے لئے طُور پہاڑ پر گئے تھے تو حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنے پیچھے قوم کے پاس چھوڑ کر گئے تھے۔اس سے آپ کی مراد یہ نہیں تھی کہ وصالِ ظاہری کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوں گے کیونکہ حضرت ہارون علیہ السلام جن کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تشبیہ دی گئی ان کی وفات حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے ہو گئی تھی اور وہ صرف حیاتِ ظاہری میں ایک خاص وقت کے لئے موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ ہوئے تھے۔اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی رحمتِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ ظاہری میں صرف غزوۂ تبوک کے موقع پر خلیفہ ہوئے تھے۔(عمدۃ القاری، 11/447)

(6) اَنْتَ اَخِیْ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃِ یعنی (اے علی!) تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو۔(ترمذی، 5/401، حدیث: 3741)۔ حکمِ حدیث: ضعیف

شرح:

یعنی تم رشتہ میں بھی میرے چچازاد بھائی ہو اور اب اس عقْدِ مُؤاخات (یعنی بھائی چارے کے قول و قرار) میں بھی (میں نے) تم کو اپنا بھائی بنایا اور دنیا و آخرت میں اپنا بھائی بنایا۔(مراۃ المناجیح، 8/418)

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو 2 مرتبہ اپنا بھائی بنانے کا اعزاز بخشا۔(التوضیح لشرح الجامع الصحیح،3/ 538)

امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد الباقی زُرقانی مالکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضرت علی المرتضیٰ کے ساتھ بھائی چارے کا تذکرہ کثیر حدیثوں میں موجود ہے۔ پھر یہ روایت نقل فرمائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا: اَمَا تَرْضٰی اَنْ اَکُوْنَ اَخَاكَ یعنی کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ میں تمہارا بھائی ہوں۔ انہوں نے جواب میں عرض کیا: میں بالکل راضی ہوں۔(زرقانی علی المواہب،2/ 191)

(7) مَنْ سَبَّ عَلِیًّا فَقَدْ سَبَّنِیْ یعنی جس نے علی کو برا بھلا کہا تو (گویا) اس نے مجھے برا بھلا کہا۔(مسند احمد،10/ 228، حدیث:26810)۔ حکمِ حدیث: صحیح

شرح:

اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہنا اور آپ کے نَسَب میں طَعن کرنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برا بھلا کہنے اور آپ کے نسب میں طَعن کرنے کو لازم ہے کیونکہ ان دونوں مقدس ہستیوں کے درمیان انتہائی قریبی رشتہ ہے۔(لمعات التنقیح،9/ 663)

ظاہر یہ ہے کہ اس فرمانِ عالیشان کا مقصود حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان

میں بے ادبی کرنے سے ڈرانا اور اس برے کام سے نفرت دلانا ہے۔
(السراج المنیر شرح الجامع الصغیر،4/300)

اس حدیثِ پاک میں اس بات کی طرف اشارہ ہے مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے درمیان ایسا اِتّحاد ہے کہ ایک ہستی کی محبت دوسرے کی محبت جبکہ ایک سے نفرت دوسرے سے نفرت کو لازم ہے ،لیکن اس فرمانِ عالیشان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے افضل ہونا ثابت نہیں ہوتا، عقائد کی کتابوں میں اس کی تفصیل موجود ہے۔(فیض القدیر،6/190)

(8) رَحِمَ اللّٰہُ عَلِیًّا اَللّٰھُمَّ اَدِرِ الْحَقَّ مَعَہٗ حَیْثُ دَارَ یعنی اللہ پاک علی پر رحم فرمائے، اے اللہ! حق کو اسی طرف پھیر دے جس طرف علی ہیں۔(ترمذی،5/398،حدیث:3734)۔ حکمِ حدیث:ضعیف

شرح:

مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کے تحت لکھتے ہیں: (یہاں) حق سے مراد قرآن مجید ہے۔ اس کی شرح وہ حدیث ہے جو امام جلال الدین سُیوطی (رحمۃ اللہ علیہ) نے جَمْعُ الْجَوَامِعْ میں نقل فرمائی۔ہم نے جناب علی رضی اللہ عنہ کی شان میں عرض کیا ہے:

یہ ہے خاموش قرآن اور وہ قرآنِ ناطق ہیں

نہ ہوں جس دل میں یہ اس میں نہیں قرآن کا رشتہ

(مرآۃ المناجیح،8/449)

نوٹ: مفتی صاحب نے "جَمْعُ الْجَوَامِعْ" کی جس حدیث شریف کی طرف اشارہ فرمایا ہے وہ اس رسالے میں اَلْمُعْجَمُ الْاَوْسَط کے حوالے سے حدیث نمبر 22 میں موجود ہے۔

(9) سرکارِ دوعالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھام کر ارشاد فرمایا: اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَہٗ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَہٗ یعنی اے اللہ! جو علی سے محبت کرے اس سے محبت فرما اور جو علی سے دشمنی رکھے اس سے دشمنی رکھ، جو علی کی مدد کرے اس کی مدد فرما اور جو علی کی مدد نہ کرے اس کی مدد نہ فرما۔ (مسند احمد، 1/253، حدیث: 964)۔

حکمِ حدیث: ضعیف

شرح:

معلوم ہوا کہ جو حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کا دشمن ہے خدا تعالیٰ اس کا دشمن ہے۔ (یادرہے!) صحابۂ کرام (علیہم الرضوان) کا آپس میں اختلاف رائے تھا، دشمنی نہ تھی۔ اختلاف، مخالفت، دشمنی میں بڑا فرق ہے۔ (مرآۃ المناجیح، 8/426)

(10) فِيْكَ مَثَلٌ مِّنْ عِيْسٰى اَبْغَضَتْهُ الْيَهُوْدُ حَتّٰى بَهَتُوْا اُمَّهٗ وَاَحَبَّتْهُ النَّصَارٰى حَتّٰى اَنْزَلُوْهُ بِالْمَنْزِلَةِ الَّتِيْ لَيْسَتْ لَهٗ یعنی (اے علی!) تم میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کی مثال ہے۔ یہود نے ان سے دشمنی کی یہاں تک کہ ان کی والدہ پر بہتان باندھا (یعنی زنا کا جھوٹا الزام لگایا) اور عیسائیوں نے ان سے محبت کی یہاں تک کہ انہیں اس مَنْصَب پر فائز کر دیا جو ان کا منصب نہ تھا۔ (مسندِ احمد، 1/336، حدیث: 1376، مرقاۃ المفاتیح، 10/474)۔ حکمِ حدیث: حَسَن لِغَیْرِہٖ

نوٹ: یہ حدیث روایت کرنے کے بعد حضرت سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: میرے بارے میں دو قسم کے لوگ ہلاک ہوں گے: میری محبت میں حد سے بڑھنے والے جو ایسی چیز سے میری تعریف کریں گے جو مجھ میں موجود نہیں اور دشمنی رکھنے والے جنہیں میری دشمنی اس بات پر اُبھارے گی کہ مجھ پر جھوٹا الزام لگائیں۔ (مسندِ احمد، 1/336، حدیث: 1376، مرقاۃ المفاتیح، 10/474)

(11) ذِكْرُ عَلِيٍّ عِبَادَةٌ یعنی علی المرتضی کا ذکر کرنا عبادت ہے۔ (کنز العمال، 6/276، جزء: 11، حدیث: 32891)۔ حکمِ حدیث: ضعیف

شرح:

یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر کرنا اللہ پاک کی ایک ایسی عبادت ہے

جس پر وہ ثواب عطا فرمائے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ذکر سے مراد آپ کے نام کے ساتھ "رضی اللہ عنہ" کہنا، آپ کے فضائل و مناقب بیان کرنا، لوگوں کو آپ کے ملفوظات اور نصیحتیں سنانا اور آپ سے مروی حدیثیں بیان کرنا ہے۔(فیض القدیر، 3/756، تحت الحدیث:4332)

(12) اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّةِ وَاَبُوھُمَا خَیْرٌ مِّنْھُمَا یعنی حسن و حسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں جبکہ ان دونوں کے والد (علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ) ان سے بھی بہتر (یعنی افضل) ہیں۔(ابن ماجہ، 1/84، حدیث:118، مستدرک، 6/225، حدیث:4835) حکمِ حدیث: حَسَن

حضرت علامہ مولانا شیخ عبدالغنی مُجَدِّدی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کے تحت لکھتے ہیں: اس حدیث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت ہے کہ آپ سرداروں کے بھی سردار ہیں۔(انجاح الحاجۃ، ص12)

اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: غلاموں کے سردار سب ہوتے ہیں، پوری سرداری اس کی جو سرداروں کا سردار ہو۔(مطلع القمرین، ص32)

(13) اَنَا دَارُ الْحِکْمَةِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا یعنی میں حکمت کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔(ترمذی، 5/402، حدیث:3744)۔ حکمِ حدیث: حَسَن

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: اَنَامَدِیْنَۃُالْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا یعنی میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔(مُستَدرَک،4/96،حدیث: 4693)۔ حکمِ حدیث: ضعیف

شرح:

حضرت علامہ نورُ الدّین علی بن سلطان محمد قاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں:

اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم علم کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہیں۔خاص طور پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام لینے میں آپ کی تعظیم و تکریم ہے کہ دیگر صحابہ کی نسبت آپ زیادہ علم رکھتے ہیں۔سرکارِ دوعالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین شہر علم کے مختلف دروازے ہیں، اس کی ایک دلیل یہ فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے: اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّھِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ یعنی میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں، تم ان میں سے جس کی بھی پیروی کرلو ہدایت پا جاؤ گے۔(مشکوٰۃ المصابیح،2/414،حدیث:6018) البتہ ہدایت کے انوار کے مرتبوں میں فرق ضرور ہے۔(مرقاۃ المفاتیح،10/469، تحت الحدیث:6096)

(14) اَلنَّظَرُ اِلٰی وَجْہِ عَلِیٍّ عِبَادَۃٌ یعنی علی المرتضی ؓ کے چہرے کی

زیارت کرنا عبادت ہے۔ (معجم کبیر،10/76،حدیث:10006،مستدرک، 4/118، حدیث:4737)۔ حکمِ حدیث: حَسَن

3صحابۂ کرام کا عمل:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میرے والدِ محترم حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اکثر حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے چہرے کی زیارت کرتے رہتے تھے۔ میں نے اس کی وجہ پوچھی تو آپ نے یہ حدیثِ پاک بیان فرمائی۔(تاریخ دمشق.42/350)حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے متعلق بھی منقول ہے کہ یہ دونوں حضرات ٹکٹکی باندھ کر حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی زیارت کرتے تھے۔ سبب پوچھنے پر ان دونوں حضرات نے یہی حدیث شریف بیان فرمائی۔(تاریخ دمشق.42/352،350)

(15)اِنَّ اللهَ اَمَرَنِیْ بِحُبِّ اَرْبَعَةٍ وَاَخْبَرَنِیْ اَنَّهٗ یُحِبُّهُمْ یعنی اللہ پاک نے مجھے 4افراد سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے اور مجھے یہ خبر دی ہے کہ وہ بھی ان سے محبت فرماتا ہے۔ حاضرین نے عرض کی: یارسول اللہ! ہمیں ان کے نام بتادیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا:عَلِیٌّ مِّنْهُمْ یعنی علی ان میں سے ایک ہیں،(اس کے بعد فرمایا:)ابوذر غفاری،مِقداد اور سلمان

فارسی(رضی اللہ عنہم اجمعین)۔(ابن ماجہ،1/99،حدیث:149،ترمذی،5/400،حدیث:3739)۔

حکمِ حدیث: حَسَن

شرح:

حضرت علامہ مولانا علی بن سلطان قاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں:

صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے ان حضرات کا نام اس لئے پوچھا تاکہ اللہ و رسول کی محبت کی اِتّباع میں ہم بھی ان چاروں حضرات سے محبت کریں۔نام بتاتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کا نام تین مرتبہ لیا،اس میں یہ اشارہ ہے کہ آپ بقیہ تینوں حضرات سے افضل ہیں ، یا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بقیہ تین حضرات سے جتنی محبت ہے اتنی محبت اکیلے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہے۔(مرقاۃ المفاتیح،10/622)

مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

یوں تو رب تعالٰی ہر مؤمن و مُتَّقِی خصوصًا ہر صحابی سے محبت کرتا ہے مگر ان چار حضرات سے خصوصی محبت فرماتا ہے،محبت کی بہت نوعیتیں ہوتی ہیں۔(مراٰۃ المناجیح،8/561)

(16)حضرت سیدنا مولٰی علی مشکل کشا کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہُ الْکَرِیْم گرمیوں میں

گرم کپڑے اور سردیوں میں ٹھنڈے کپڑے پہنتے تھے۔ کسی نے وجہ پوچھی تو ارشاد فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے دن مجھے بلانے کے لئے کسی کو بھیجا، اس وقت میری آنکھیں دُکھ رہی تھیں۔ میں نے بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر ماجرا عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا لُعابِ دہن (تھوک مبارک) میری آنکھوں میں لگایا اور ساتھ میں یہ دُعا بھی فرمائی: اَللّٰھُمَّ اَذْھِبْ عَنْہُ الْحَرَّ وَالْبَرْدَ یعنی اے اللہ! علی سے گرمی اور سردی دُور فرما دے۔ اُس دن سے مجھے نہ تو گرمی لگتی ہے اور نہ ہی سردی۔(ابنِ ماجہ، 1/83، حدیث:117)۔ حکمِ حدیث: حَسَن

(17) غزوۂ خیبر کے موقع پر سرکارِ دوعالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لَاُعْطِیَنَّ الرَّایَۃَ غَدًا رَجُلًا یُفْتَحُ عَلٰی یَدَیْہِ یُحِبُّ اللہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیُحِبُّہُ اللہُ وَرَسُوْلُہٗ یعنی کل میں اس مرد کو جھنڈا دونگا جس کے ہاتھ پر فتح نصیب ہو گی، وہ شخص اللہ و رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ و رسول بھی اس سے محبت فرماتے ہیں۔ پھر اگلے دن حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو لشکرِ اسلام کا جھنڈا عطا فرمایا اور اللہ پاک نے ان کے ہاتھ پر فتح نصیب فرمائی۔(بخاری،2/312، 535، حدیث:حدیث:3009، 3702)۔ حکمِ حدیث: صحیح

غیبی خبر:

امام شمس الدین بِرْماوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اس حدیث سے سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ ظاہر ہے کیونکہ آپ نے پہلے سے غیبی خبر دے دی کہ اللہ پاک حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں خیبر کو فتح فرمادے گا۔(اللامع الصبیح، 10/ 288، تحت الحدیث: 3701)

علمدارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اس کے بعد تمام جنگوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جھنڈا حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس ہوا کرتا تھا۔(عمدۃ القاری، 11/ 444)

نوٹ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جھنڈے پر ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ لکھا ہوا تھا۔(فتح الالہ، 10/ 588، تحت الحدیث: 6089)

(18) سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مرتبہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے اور حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا سے دریافت فرمایا: تمہارے چچا زاد (یعنی حضرت علی) کہا ہیں؟ انہوں نے عرض کیا: مسجد میں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (مسجد میں) ان کے پاس تشریف لائے تو ملاحظہ فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پیٹھ مبارک سے چادر ڈھلک چکی ہے اور پیٹھ پر مٹی

لگ گئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی پیٹھ سے مٹی جھاڑنے لگے اور دو مرتبہ ارشاد فرمایا: اِجْلِسْ یَا اَبَاتُرَاب یعنی اے مٹی والے! اٹھ کر بیٹھو۔ (بخاری، 2/535، حدیث: 3703)۔ حکمِ حدیث: صحیح

شرح:

خاتونِ جنت حضرت سیدہ فاطمہ زہرا اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے درمیان کچھ شکر رنجی (نوک جھونک) واقع ہوئی تھی اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر میں آرام کرنے کے بجائے مسجد میں تشریف لے گئے تھے۔

اس روایت سے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور بارگاہِ رسالت میں آپ کا بلند مرتبہ ثابت ہوتا ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو تلاش کرتے ہوئے مسجد میں تشریف لائے، آپ کی پیٹھ سے مٹی جھاڑی اور آپ کو راضی کیا۔ (عمدۃ القاری، 11/ 444)

بارگاہِ رسالت سے عطا ہونے والا یہ نام حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنے تمام ناموں سے زیادہ پسند تھا اور جب آپ کو "اَبُوتُرَاب" کہہ کر پکارا جاتا تو آپ خوش ہوتے تھے۔ (بخاری، 4/ 182، حدیث: 6280)

امامِ اہلِ سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اس نے لقبِ خاک شہنشاہ سے پایا

جو حیدرِ کرّار کہ مولیٰ ہے ہمارا

(19) يَا عَلِيُّ لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يُجْنِبَ فِي هٰذَا الْمَسْجِدِ غَيْرِي وَغَيْرَكَ یعنی اے علی! میرے اور تمہارے علاوہ کسی اور کے لئے جائز نہیں کہ جنابت (بے غسلی) کی حالت میں اس مسجد میں سے گزرے۔ (ترمذی، 5/408، حدیث: 3748)۔ حکمِ حدیث: ضعیف

شرح:

یعنی میرے اور تمہارے علاوہ کسی کے لئے حلال نہیں کہ جنابت کی حالت میں مسجد کو راستہ بنائے۔(ترمذی، 5/409) اس فرمان کا مقصد یہ ہے کہ کسی کے گھر کا دروازہ مسجد کی طرف نہ ہو تا کہ اسے مسجد میں گزرنا پڑے سوائے حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کے کہ ان کے گھر کا دروازہ مسجد میں ہو سکتا ہے، وہ مسجد میں گزریں اگرچہ بحالتِ جنابت ہوں۔ یہ حکم حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی حیات شریف میں تھا، وفات کے قریب فرمایا کہ جس کا دروازہ مسجد میں ہو وہ بند کر دیا جائے سوائے ابو بکر کے دروازہ کے کہ وہ کھلا رہے۔ (مرآۃ المناجیح، 8/422)

(20) لَأَبْعَثَنَّ إِلَيْهِمْ رَجُلاً كَنَفْسِي يَنْفُذُ فِيهِمْ أَمْرِي یعنی میں ان (سرکشی و نافرمانی کرنے والوں) کی طرف ایک ایسے شخص (یعنی حضرت علی رضی اللہ

عنہ) کو بھیجوں گا جو میری جان کی مانند ہے، وہ ان میں میرے حکم کو نافذ کرے گا۔(السنن الکبری للنسائی،5/127، حدیث:8457)۔ حکمِ حدیث: حَسَن

(21) مَنْ اَحَبَّ عَلِیًّا فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَ عَلِیًّا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ یعنی جس نے علی سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے علی سے نفرت کی اس نے مجھ سے نفرت کی۔(مستدرک،4/102، حدیث:4704)۔ حکمِ حدیث: حَسَن

شرح:

امام محمد عبدالرؤف مُناوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کے تحت لکھتے ہیں: یہ اور اس جیسی دیگر کثیر احادیث اہلِ بیت سے محبت کرنے اور ان کی دشمنی سے باز رہنے کا تقاضہ کرتی ہیں اور ان احادیث سے یہ بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ اہلِ بیتِ کرام سے محبت کرنا لازم جبکہ ان مبارک ہستیوں سے دشمنی رکھنا حرام ہے۔ منقول ہے کہ بعض اکابر علمائے کرام اہلِ بیتِ اطہار سے محبت کی بدولت نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصی محبت اور اس محبت کی مٹھاس پاتے ہیں۔(فیض القدیر،6/42، تحت الحدیث:8319)

حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے کتنی محبت کرتے ہیں تو انہوں نے جواب میں یہ حدیث شریف بیان فرمائی۔(مستدرک،4/102، حدیث:4704)

(22) عَلِیٌّ مَعَ الْقُرْآنِ وَالْقُرْآنُ مَعَهٗ لَا یَفْتَرِقَانِ حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ

یعنی علی قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علی کے ساتھ ہے، یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوضِ کوثر پر بھی اکٹھے آئیں گے۔(معجم اوسط،3/376،حدیث:4880)۔ حکمِ حدیث: ضعیف

شرح:

اس حدیث میں اس بات کا بیان ہے کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ قرآنِ پاک کی تفسیر کا بہت زیادہ علم رکھنے والے ہیں۔(السراج المنیر،3/336)

حضرت سیِّدُنا علیُّ المُرتَضٰی کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہُ الْکَرِیْم کی علمِ تفسیر میں مہارت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ نے اِرشاد فرمایا: اگر میں چاہوں تو "سُوْرَۃُ الْفَاتِحَۃ" کی تفسیر سے 70 اُونٹ بھر دوں۔ (یعنی اُس کی تفسیر لکھتے ہوئے اِتنے رِجسٹر تیار ہو جائیں کہ 70 اونٹوں کا بوجھ بن جائے)(قوتُ القلوب،1/106)

(23) حضرت سیدنا علی المرتضی کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہُ الْکَرِیْم کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے قاضی بنا کر یمن کی طرف بھیجنا چاہا تو میں عرض گزار ہوا: یارسول اللہ! آپ مجھے بھیج رہے ہیں حالانکہ میں کم عمر ہوں اور مجھے فیصلہ کرنے کے بارے میں کچھ علم (یعنی تجربہ) نہیں ہے۔ ارشاد فرمایا: اِنَّ اللہَ سَیَھْدِیْ قَلْبَکَ وَیُثَبِّتُ لِسَانَکَ یعنی اللہ پاک تمہارے دل کی رہنمائی فرمائے

گا اور تمھاری زبان کو (حق پر) ثابت رکھے گا۔

(مزید فرمایا:) جب تمھارے پاس دو شخص (فیصلہ کروانے کے لئے) اپنا معاملہ پیش کریں تو صرف پہلے کی بات سن کر فیصلہ نہ کرنا جب تک دوسرے کی بات بھی نہ سن لو، ایسا کرنے سے تمہارے لئے فیصلے کی نوعیت ظاہر ہو جائے گی۔

حضرت سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس کے بعد کبھی بھی مجھے فیصلہ کرنے میں شک و تَرَدُّد نہ ہوا۔(ابوداؤد، 3/421، حدیث:3582، لمعات التنقیح، 6/494، بہار شریعت، 2/888)۔ حکمِ حدیث: حَسَن

شرح:

معلوم ہوا کہ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نگاہِ کرم سے علم، حکمت، قضا سب کچھ یکدم مل جاتا ہے۔اس مَدرَسہ میں ایک آن میں فارغُ التَّحصِیل کر دیا جاتا ہے۔(مرأۃ المناجیح، 5/380)

(24) أَقْضَاهُمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ یعنی میری امت میں سب سے بڑے قاضی علی المرتضیٰ ہیں۔(ابن ماجہ، 1/102، حدیث:154)۔ حکمِ حدیث: صحیح

(25) سرکارِ دوعالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے ایک فیصلے کا تذکرہ کیا گیا تو وہ فیصلہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کو پسند آیا اور آپ نے ارشاد فرمایا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ فِیْنَا الْحِکْمَةَ اَهْلِ الْبَیْتِ یعنی تمام تعریفیں اس اللہ پاک کے لئے ہیں جس نے ہم اہلِ بیت میں حکمت پیدا فرمائی ہے۔(فضائل الصحابہ لاحمد بن حنبل، ص654، حدیث:1113)۔ حکمِ حدیث: ضعیف

(26) یَا عَلِیُّ اِنَّ لَکَ کَنْزًا مِّنَ الْجَنَّةِ وَاِنَّکَ ذُوْ قَرْنَیْهَا یعنی اے علی! تمہارے لئے جنت میں ایک عظیم خزانہ ہے اور تم جنت کی دو طرفوں والے ہو۔(مسند احمد، 1/336، حدیث:1373)۔ حکمِ حدیث: ضعیف

شرح:

یعنی تم جنت کے دونوں کناروں والے اور اس کے بااختیار مالک ہو اور جنت کے تمام مقامات کا اس طرح دورہ کرو گے جیسے حضرت سکندر رضی اللہ عنہ نے زمین کے مشرق و مغرب کے تمام کناروں کا دورہ کیا اور ان کا نام ذوالقرنین پڑ گیا۔(الترغیب والترہیب، 3/24)

(27) یَا عَلِیُّ اُحِبُّ لَکَ مَا اُحِبُّ لِنَفْسِیْ وَاَکْرَهُ لَکَ مَا اَکْرَهُ لِنَفْسِیْ یعنی اے علی! میں تمہارے لئے وہی پسند کرتا ہوں جو اپنے لئے پسند کرتا ہوں اور تمہارے لئے وہی ناپسند کرتا ہوں جو اپنے لئے ناپسند کرتا ہوں۔(ترمذی، 1/309، حدیث:282)۔ حکمِ حدیث: ضعیف

شرح:

یہاں خصوصی پسندیدگی مراد ہے اور اس حدیث میں حضرت علی مرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) کی انتہائی عظمت کا اظہار ہے ورنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ساری امت کے ماں باپ سے زیادہ خیر خواہ ہیں۔(مرأۃ المناجیح،2/87)

(28)رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدنا علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم کو ایک لشکر میں بھیجا۔جب آپ واپس تشریف لائے تو ارشاد فرمایا: اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَجِبْرِیْلُ عَنْکَ رَاضُوْنَ یعنی اللہ پاک،اس کا رسول اور جبرائیل تم سے راضی ہیں۔(معجم کبیر،1/319،حدیث:946)۔ حکمِ حدیث:ضعیف

(29) اَیُّھَا النَّاسُ لَا تَشْکُوْا عَلِیًّا فَوَاللہِ اِنَّہٗ لَاَخْشَنُ فِیْ ذَاتِ اللہِ اَوْ فِیْ سَبِیْلِ اللہِ یعنی اے لوگو! علی کی شکایت نہ کیا کرو۔اللہ پاک کی قسم! وہ ذاتِ خداوندی کے بارے میں (یا فرمایا)راہِ خدا کے معاملے میں بہت سخت ہیں۔(مسند احمد،4/172،حدیث:11817)۔ حکمِ حدیث: صحیح

(30)اِنَّ الْجَنَّةَ تَشْتَاقُ اِلٰی ثَلَاثَةٍ عَلِیٍّ وَعَمَّارٍ وَسَلْمَانَ یعنی جنت تین افراد کی مُشتاق (شوقین) ہے: علی المرتضیٰ، عمار بن یاسر اور سلمان فارسی (رضی اللہ عنہم)۔(ترمذی،5/438،حدیث:3822)۔ حکمِ حدیث: حَسَن لغیرِہٖ

شرح:

یعنی تمام مؤمنین جنت کے جَویاں (طلب گار) ہیں اور جنت ان تین شخصوں کی طالب وجویاں ہے، سب طالبِ جنت ہیں اور یہ تین حضرات مطلوبِ جنت۔(مرأۃ المناجیح، 8/545)

(31) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا جس میں حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا فرمائی: اَللّٰھُمَّ لَا تُمِتْنِی حَتّٰی تُرِیَنِی عَلِیًّا یعنی اے اللہ ! مجھے اس وقت تک وفات نہ دینا جب تک تُو مجھے علی کو نہ دکھادے۔

(ترمذی، 5/412، حدیث: 3785)۔ حکمِ حدیث: حَسَن لِغَیْرِہٖ

شرح:

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا یا تو حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کو بھیجتے وقت مانگی یا جب حضرت علی (رضی اللہ عنہ) چلے گئے تب مانگی یا جب اس لشکر کی واپسی کی خبر پہنچی تب مانگی۔ بہر حال اس دعا سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو حضرت علی (رضی اللہ عنہ) سے انتہائی محبت تھی، ان کی غیر موجودگی بہت شاق (یعنی بھاری) تھی۔(مرأۃ المناجیح، 8/422)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا ہے کہ جس کا محبوب غیر موجود ہو

تو اسے اپنے محبوب کی خیر و عافیت کے ساتھ واپسی کے لئے دعا کرنی چاہیے۔

(لمعات التنقیح، 9/662، تحت الحدیث:6099)

(32) رحمتِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک (بُھنا ہوا) پرندہ تھا (جسے آپ کھا رہے تھے)۔ آپ نے دعا فرمائی: اَللّٰھُمَّ ائْتِنِیْ بِاَحَبِّ خَلْقِکَ اِلَیْکَ یَاْکُلُ مَعِیَ ھٰذَا الطَّیْرَ یعنی اے اللہ! جو تجھے اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب ہو اس کو بھیج دے کہ وہ میرے ساتھ یہ پرندہ کھائے۔ اتنے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ وہ پرندہ کھایا۔ (ترمذی، 5/401، حدیث:3742)۔ حکمِ حدیث: ضعیف

شرح:

امام شَرَفُ الدین حسین بن محمد طِیبِی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کے تحت لکھتے ہیں:

سرکارِ دوعالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکیلے کھانے کو پسند نہیں کرتے تھے کیونکہ یہ اَہلِ مُرَوَّت کا طریقہ نہیں ہے لہٰذا آپ نے اللہ پاک سے سوال کیا کہ کوئی ایسا شخص آجائے جسے آپ اپنے ساتھ کھلائیں۔ یہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے بھلائی اور احسان تھا اور اس کے زیادہ حقدار خونی رشتے دار ہوتے ہیں، گویا کہ نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا فرمائی کہ (یا اللہ!) میرے

قریبی رشتے داروں میں سے جو تیرا زیادہ محبوب اور میری طرف سے بھلائی و احسان کا زیادہ حقدار ہے (اسے میرے پاس لے آتا کہ وہ میرے ساتھ یہ پرندہ کھائے)۔(شرح الطیبی، 11 / 271، تحت الحدیث:6092)

(33)خاتونِ جنت حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا:اَوَمَا تَرْضَيْنَ اَنِّيْ زَوَّجْتُكِ اَقْدَمَ اُمَّتِيْ سِلْمًا و اَكْثَرَهُمْ عِلْمًا وَاَعْظَمَهُمْ حِلْمًا یعنی کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ میں نے تمہاری شادی اس شخص سے کی ہے جو میری امت میں اسلام کے لحاظ سے مُقَدَّم، علم کے لحاظ سے سب سے زیادہ اور بُردباری کے لحاظ سے سب سے بڑھ کر ہے۔(مسند احمد،7/287،حدیث:20329)۔

حکمِ حدیث: حَسَن

ضروری وضاحت:

سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کی سعادت کس شخصیت نے حاصل کی اس سے متعلق 4 قسم کی روایات موجود ہیں:حضرت سیدنا ابو بکر صدیق، حضرت سیدنا علی المرتضیٰ، حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ اور حضرت سیدنا زید بن حارثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ امامِ اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ نے چاروں قسم کی روایات کو یوں جمع فرمایا ہے کہ آزاد مردوں میں سب سے پہلے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا، بچوں میں

سب سے پہلے حضرت سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے، عورتوں میں سب سے پہلے حضرت سیدہ خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا نے جبکہ غلاموں میں سب سے پہلے حضرت سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے قبولِ اسلام کی سعادت حاصل کی۔(فیضانِ صدیقِ اکبر، ص56 ملخصًا)

(34) عَلِیٌّ مِنِّی وَاَنَا مِنْ عَلِیٍّ وَلَا یُؤَدِّی عَنِّی اِلَّا اَنَا اَوْ عَلِیٌّ یعنی علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں اور میری طرف سے پیغام پہنچانے کی ذمہ داری صرف میں یا علی ادا کریں گے۔(ترمذی،5/ 401،حدیث:3740)۔ حکمِ حدیث: حَسَن لِغَیْرِہٖ

شرح:

یہ فرمانِ عالی اس وقت کا ہے جب فتحِ مکہ کے بعد حج کا موسم آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو چند اَحکام کا اعلان فرمانے مکّۂ مُعَظَّمہ بھیجا جن میں یہ بھی تھا کہ اب کوئی مُشْرِک مکّۂ مُعَظَّمہ نہ آئے، کوئی ننگا طواف نہ کرے، اور اس زمانہ میں صلح یا پیغام یا صلح کا خاتمہ کرنا ہوتا تو یا تو حاکم خود اعلان کرتا تھا یا حاکم کا قریبی رشتہ دار، اس لیے حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد میں خیال فرمایا کہ کفارِ عرب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زبان سے یہ اعلان قبول نہ کریں گے اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے سے

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ وہ سورۂ توبہ کا اعلان فرمادیں۔ حضرت علی راستہ میں ہی حضرت صدیق کو مل گئے، صدیق اکبر نے پوچھا کہ اے علی! تم امیر بن کر آئے ہو یا مامور (ماتحت)، فرمایا نہیں بلکہ مامور بن کر آیا ہوں۔ تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میں علی سے قریب ہوں علی مجھ سے قریب ہیں، میری طرف سے علی ہی صلح وغیرہ کی گفتگو لوگوں سے کر سکتے ہیں۔ (مراٰۃ المناجیح،8/418)

(35) حضرت سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کی: يَا رَسُوْلَ اللهِ اَنَا اَحَبُّ اِلَيْكَ اَمْ هِيَ یعنی یا رسول اللہ! آپ کو میں زیادہ محبوب ہوں یا فاطمہ زہرا (رضی اللہ عنہا)۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: هِيَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْكَ وَاَنْتَ اَعَزُّ عَلَيَّ مِنْهَا یعنی فاطمہ مجھے تم سے زیادہ محبوب ہے لیکن تم میرے نزدیک اس سے زیادہ مُعَزّز ہو۔ (السنن الکبری للنسائی،5/150، حدیث:8531)۔ حکمِ حدیث: حَسَن

(36) اَلَا اُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ اِذَا قُلْتَهُنَّ غُفِرَ لَكَ مَعَ اَنَّهٗ مَغْفُوْرٌ لَكَ یعنی (اے علی!) کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ سکھاؤں کہ جب تم انہیں پڑھو تو تمہاری مغفرت کر دی جائے حالانکہ تم مغفرت یافتہ ہو۔ پھر سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو یہ کلمات سکھائے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ الْحَلِيْمُ

الْکَرِیْمُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن (مسند احمد، 1/200، حدیث:712)۔ حکمِ حدیث: صحیح

(37) خاتونِ جنت حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَرَفَہ (یعنی 9 ذوالحج) کی رات ہمارے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: اللہ پاک نے (اپنی شان کے مطابق) تم لوگوں پر فخر فرمایا، پھر تم لوگوں کی عُمومی مغفرت فرمائی اور علی المرتضٰی کی خصوصی مغفرت فرمائی۔

مزید ارشاد فرمایا: اِنَّ السَّعِیْدَ حَقَّ السَّعِیْدِ مَنْ اَحَبَّ عَلِیًّا فِیْ حَیَاتِہٖ وَبَعْدَ مَوْتِہٖ وَاِنَّ الشَّقِیَّ کُلَّ الشَّقِیِّ مَنْ اَبْغَضَ عَلِیًّا فِیْ حَیَاتِہٖ وَبَعْدَ مَوْتِہٖ یعنی سعادت مند، کامل سعادت والا وہ شخص ہے جس نے علی المرتضٰی سے ان کی (ظاہری) حیات میں اور ان کے انتقال کے بعد محبت کی، اور بدبخت، مکمل بدبخت وہ شخص ہے جس نے علی المرتضٰی سے ان کی (ظاہری) حیات میں اوران کے انتقال کے بعد دشمنی رکھی۔ (معجم کبیر، 22/415، حدیث:1026)۔ حکمِ حدیث: ضعیف

(38) غزوۂ طائف کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بلاکر سرگوشی فرمائی (یعنی کان میں کوئی بات کہی)۔ اس پر کسی نے

کہا: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا زاد کے ساتھ طویل سرگوشی فرمائی ہے۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَاانْتَجَيْتُهُ وَلَكِنَّ اللّٰهَ انْتَجَاهُ یعنی میں نے اس کے ساتھ سرگوشی نہیں کی بلکہ اللہ پاک نے اس کے ساتھ سرگوشی فرمائی ہے۔(ترمذی،5/408،حدیث:3747)۔ حکمِ حدیث: ضعیف

شرح:

علامہ حسین بن محمود زیدانی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کے تحت لکھتے ہیں: یعنی میں نے اللہ پاک کے حکم پر عمل کرتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سرگوشی کے ذریعے وہ بات پہنچائی ہے جس کا حکم فرمایا گیا تھا لہٰذا در حقیقت یہ سرگوشی میں نے نہیں بلکہ اللہ کریم نے فرمائی ہے۔

(المفاتیح فی شرح المصابیح،6/315، تحت الحدیث:4773)

(39) شیر خدا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: میں بیمار تھا، اس دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس سے گزرے تو میں یہ دعا کررہا تھا: اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ اَجَلِيْ قَدْ حَضَرَ فَاَرِحْنِيْ وَاِنْ كَانَ مُتَاَخِّرًا فَارْفَعْنِيْ وَاِنْ كَانَ بَلَاءً فَصَبِّرْنِيْ یعنی اے اللہ! اگر میری موت کا وقت آچکا ہے تو مجھے راحت عطا فرما اور اگر ابھی موت کا وقت نہیں آیا تو مجھے وُسعت و کُشادگی عطا فرما اور اگر یہ بیماری امتحان ہے تو مجھے صبر عطا فرما۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے پوچھا کہ آپ نے کیا کہا ہے؟ میں نے اپنی دعا دُہرائی تو اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مبارک پاؤں سے مجھے ٹھوکر لگا کر یہ دعا فرمائی: اَللّٰھُمَّ عَافِہٖ یعنی اے اللہ! اسے عافیت عطا فرما، یا پھر یہ دعا فرمائی: اَللّٰھُمَّ اشْفِہٖ یعنی اے اللہ! اسے شفا عطا فرما۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد مجھے وہ بیماری کبھی نہ ہوئی۔ (ترمذی،5/329،حدیث:3575)۔ حکمِ حدیث: حَسَن

شرح:

شیخِ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کے تحت لکھتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنے مبارک پاؤں سے ٹھوکر اس لئے لگائی تاکہ ان کی بیماری دور ہو جائے اور انہیں قدمِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت حاصل ہو۔

(لمعات التنقیح،9/671،تحت الحدیث:6107)

مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: معلوم ہوا کہ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے قدم شریف میں شفا ہے، آپ کی ٹھوکروں سے بیمار اچھے ہوتے ہیں۔ بعض صوفیاء بیمار کو ٹھوکر لگاتے ہیں، اس عمل کی اصل یہ حدیث ہے۔

(مرأۃ المناجیح،8/428)

برادرِ اعلیٰ حضرت، شہنشاہِ سخن مولانا حسن رضا خان رحمۃ اللہ علیہ بارگاہِ

رسالت میں عرض کرتے ہیں:

جس بات میں مشہورِ جہاں ہے لبِ عیسٰی

اے جانِ جہاں وہ تری ٹھوکر سے ادا ہو

(ذوقِ نعت، ص208)

(40) حضرت سیدنا علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: كُنْتُ اِذَا سَاَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطَانِيْ وَاِذَا سَكَتُّ اِبْتَدَاَنِيْ یعنی جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتا تو آپ مجھے عطا فرماتے اور جب میں خاموش رہتا (یعنی نہ مانگتا) تو آپ مجھ سے ابتدا کرتے (یعنی بغیر مانگے مجھے عطا فرماتے)۔(ترمذی، 5/409، حدیث:3750)۔ حکمِ حدیث: ضعیف

شرح:

بغیر مانگے عطا کیا جانا مقامِ محبوبیت ہے۔(لمعات التنقیح، 9/656)

حضرت علی رضی اللہ عنہ اس واقعہ سے اپنا قُربِ رسول بیان فرمارہے ہیں کہ مجھے اس بارگاہ میں بہت قُرب (یعنی نزدیکی کا مقام) تھا۔(مراٰۃ المناجیح، 8/420)

"اَربَعِینِ حیدری" کے اختتام پر فقیر ان 2 اشعار کے ذریعے شیرِ خدا رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں خراجِ عقیدت پیش کرتا ہے جو امامِ اہلِ سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مشہورِ زمانہ سلام "مصطفٰی جانِ رحمت پہ لاکھوں

سلام‘‘ میں شانِ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم میں تحریر فرمائے ہیں:

مُرتَضیٰ شیر حَق اَشجَعُ الْاَشجَعِیں
ساقیِ شِیر و شربت پہ لاکھوں سلام
اَصلِ نسلِ صَفا، وجہِ وَصلِ خدا
بابِ فصلِ وِلایت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش، ص313)

اللہ کریم اس ادنیٰ کاوش کو قبول فرمائے، اسے مُؤَلِّف اور پڑھنے والوں کے لئے مغفرت کا سبب بنائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

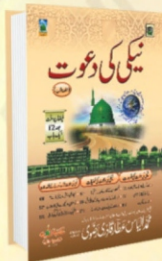
نیک نمازی بننے کے لیے

ہر جُمعرات بعد نمازِ مغرِب آپ کے یہاں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتماع میں رِضائے الٰہی کے لیے اچھّی اچھی نیّتوں کے ساتھ ساری رات شرکت فرمائیے ❁ سُنّتیں سیکھنے سکھانے کے لیے عاشِقانِ رسول کے ساتھ ہر ماہ کم از کم تین دن مَدَنی قافِلے میں سَفر کیجئے ❁ روزانہ اپنے اَعْمال کا جائزہ لے کر "نیک اَعْمال" کا رِسالہ پُر کر کے ہر مہینے کی پہلی تاریخ کو اپنے یہاں کے شعبۂ اِصلاحِ اَعْمال کے ذِمّے دار کو جَمْع کروانے کا معمول بنا لیجئے۔

میرا مَدَنی مَقْصد: "مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشِش کرنی ہے۔"

اِنْ شَآءَ اللّٰہُ الْکَرِیْم۔ اپنی اِصلاح کے لیے رسالہ: نیک اَعْمال کے مُطابِق عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشِش کے لیے سُنّتیں سیکھنے سکھانے کے "مَدَنی قافِلوں" میں سَفر کرنا ہے، اِنْ شَآءَ اللّٰہُ الْکَرِیْم۔









فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)
UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650
Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net